تیجہ اور چالیسویں

کی شرعی حیثیت



پسند فرمودہ

شفیق الامۃ حضرت مولانا محمد فاروق صاحب دامت برکاتہم

از

محمد جاوید عثمان میمن

مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ سائٹ کراچی

خلافِ پیمبر قدم جو اُٹھائے گا
کوئی منزل نہ دیکھے گا کوئی رستہ نہ پائیگا

تیجہ اور چالیسویں

کی شرعی حیثیت



پسند فرمودہ:

شفیق الامۃ حضرت مولانا محمّد فاروق صاحب مدظلہ العالی

از: محمّد جاوید عثمان میمن

مکتبہ حلیمیہ جامعہ بنوریہ
سائٹ - کراچی

فہرست مضامین

صفحہ	عنوان

صفحہ	عنوان

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

حرف آغاز

الحمد لله رب العالمین والعاقبة للمتقین
والصلوة والسلام علی رسوله سید الخلائق
خاتم الانبیاء والمرسلین وشفیع المذنبین
ووسیلة المقربین محمد وعلی اله وازواجه و
ذریاته واهل بیته واتباعه واصحابه احمعین الی
یوم الدین۔
اما بعد!

اسلام ایک ایسا جامع اور کامل دین ہے کہ نہ اس میں کسی زیادتی کی گنجائش ہے اور نہ کمی کی اس کے کامل ہونے کی شہادت خود قرآن کریم نے ان الفاظ سے دی ہے:

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾

(پارہ ۶ المائدہ آیت ۳)

"آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کردیا اور میں نے اسلام کو تمہارا

دین بننے کے لئے پسند کرلیا"۔ (بیان القرآن)

اور جامع ہونے کا ثبوت "تبیانا لکل شئی" سے پیش فرمایا ہے جس میں اس دین کا جامع و کامل ہونا شہادت خداوندی سے ثابت ہے اور ظاہر ہے کہ جب دین علم و عمل کے مجموعہ کا نام ہے تو دین کے جامع و کامل ہونے کے معنی اس کے سوا دوسرے نہیں ہوسکتے کہ اس کا علم بھی جامع و کامل ہے اور اس کا عمل بھی جامع و کامل ہے الغرض یہ بات تو سب دنیا جانتی ہے کہ دین کے علم کا اساسی سرچشمہ قرآن کریم ہے جس کا بیان حدیث شریف میں ہے:

﴿فیہ نبأ ما من قبلکم وخبر ما بعدکم وحکم ما بینکم﴾ (الحدیث)

اور عمل کا سرچشمہ اسوۂ حسنہ ہے جس کی حامل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔

﴿لقد کان لکم فی رسول اللّٰہ اسوۃ حسنۃ﴾

(القرآن)

"بلاشبہ تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی زندگی) میں نمونہ عمل موجود ہے"۔ (القرآن)

یہ دونوں باہم مطابق اور ایک دوسرے پر پورے پورے منطبق بھی ہیں چنانچہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا:

﴿وکان خلقہ القران﴾

"اور آپ کا اخلاق قرآن کریم ہے"۔

لہٰذا جب ہمیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک جامع و کامل دین مل گیا تو اس میں کسی قسم کی کمی یا زیادتی کرنا سراسر گمراہی ہے اسی کا نام بدعت ہے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے شرک کے بعد جس طرح بدعت اور اہل بدعت کی تردید فرمائی ہے شاید ہی کسی اور چیز کی ایسی تردید فرمائی ہو اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ بدعت سے دین کا اصلی حلیہ اور نقشہ بدل جاتا ہے اور اصل و نقل اور حق و باطل میں کوئی تمیز نہیں رہتی اور قرآن کریم نے ببانگ دھل اور واضح الفاظ میں اس امر کو بیان کیا ہے کہ دین کے مٹ جانے کے اصولی دو طریقے ہیں۔ (۱) کتمان حق اور (۲) تلبیس حق وباطل اور اسی اختلاط اور تلبیس کی وجوہ سے دین الٰہی لوگوں کی خواہشات کا ایک کھلونا بن کر رہ جاتا ہے جس کا جی چاہا کسی چیز کو اپنی مرضی سے دین بنادیا اور جس کا جی چاہا اس کو دین سے خارج کردیا تو جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ بدعتی ہیں اور بدعتی لوگوں کے بارے میں احادیث میں بہت سخت وعیدیں آئی ہیں۔

حضرت سیدنا حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

﴿قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یقبل اللّٰہ لصاحب بدعة صوما ولا صلوة ولا صدقة ولا حجا ولا عمرة ولا جهادا ولا صرفا ولا عدلا یخرج من الاسلام کما تخرج الشعرة من العجین﴾

"آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز نہ صدقہ قبول کرتا ہے اور نہ حج نہ عمرہ، نہ جہاد اور نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے اور نہ نفلی، بدعتی اسلام سے ایسے خارج ہوجاتا ہے جیسے گوندے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے"۔

(ابن ماجہ شریف صفحہ ۶)

حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں:

﴿قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم المدینۃ حرام ما بین غیر الی ثور فمن احدث فیھا حدثا او اوی محدثا فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملئکۃ والناس اجمعین لا یقبل منہ صرف ولا عدل﴾

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مدینہ منورہ مقام غیر سے لے کر مقام ثور تک حرم ہے سو جس نے اس میں کوئی بدعت ایجاد کی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ تعالیٰ کی اور فرشتوں کی اور تمام انسانوں کی لعنت ہو نہ تو اس کی فرضی عبادت قبول کی جائے گی اور نہ نفلی"۔ (بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۱۰۸۴، مسلم شریف جلد اول صفحہ ۴۴۲، مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۳۸)

مشکوٰۃ شریف میں حدیث ہے:

﴿قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من وقر صاحب بدعۃ فقد اعان علی ھدم الاسلام﴾

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے کسی بدعتی کی تعظیم و توقیر کی تو اس نے اسلام کو گرانے پر اس کی مدد اور اعانت کی"۔

(شعب الایمان مرسلاً مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۲۴۴)

یہی وجہ تھی کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کو بدعت اور اہل بدعت سے انتہائی نفرت تھی چنانچہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک شخص کسی دوسرے شخص کا سلام لایا تو حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا:

﴿بلغنی انہ قد احدث فان کان قد احدث فلا تقرا

منی السلام ﴾

"کہ مجھے سلام بھیجنے والے کی یہ شکایت پہنچی ہے کہ اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے اگر واقعی اس نے کوئی بدعت ایجاد کی ہے تو میرا سلام اس کو نہ دینا"۔ (ترمذی جلد ۳ صفحہ ۳۸ ابو داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۷۸ مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۲۳)

حضرت سیدنا انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

﴿قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان اللّٰہ حجب التوبۃ عن کل صاحب بدعۃ﴾

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کردیا ہے"۔

(مجمع الزوائد جلد ۱۰ صفحہ ۱۸۹)

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

﴿قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ابی اللّٰہ ان یقبل عمل صاحب بدعۃ حتی یدع بدعۃ﴾

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بدعتی کے عمل کو قبول کرنے سے انکار کردیا ہے تاوقتیکہ وہ اپنی بدعت کو ترک نہ کردے"۔ (ابن ماجہ شریف صفحہ ۶)

﴿اما بعد فان خیر الھدی ھدی محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتھا وکل بدعۃ ضلالۃ﴾

"امابعد بہترین نمونہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے اور

وہ کام بُرے ہیں جو نئے نئے گھڑے جائیں اور ہر بدعت گمراہی ہے"۔

(مسلم شریف جلد اول صفحہ ۲۸۵، مشکوٰۃ شریف جلد اول صفحہ ۲۷)

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ھدیٰ اور سیرت کا بدعت سے تقابل کرکے یہ بات واضح کردی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اور نمونہ کے خلاف جو کچھ ایجاد کیا جائے گا وہ سب بدعت ہوگا اور ہر بدعت گمراہی ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا دین میں جو نئی بات ایجاد کی جائے گی وہ بدعت ہے نہ کہ دنیاوی امور میں، اس سے واضح ہوگیا کہ دنیاوی ایجادات بدعت نہیں کیونکہ یہ دین نہیں ہیں، مثلاً جہاز میں سفر کرنا یہ بدعت نہیں ہے کوئی بھی شخص ثواب سمجھ کر اس میں سوار نہیں ہوتا جو کتاب اللہ اور ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو وہ بدعت کہلائے گی لہٰذا جو چیز کتاب و سنت کے اصول کے خلاف نہ ہوگی تو وہ بدعت و گمراہی نہ ہوگی گمراہی سے اللہ تعالیٰ کبھی بھی راضی نہیں ہوتا بلکہ گمراہی و برائی کو مٹانے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حضرات انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کو اس دنیا میں بھیجا اور ان پر کتابیں اور صحیفے نازل فرمائے۔

حضرت امام ابو عبدالرحمٰن نسائی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں کہ:

﴿وکل ضلالۃ فی النار﴾

"اور ہر گمراہی دوزخ میں لے جانے والی ہے"۔

(نسائی شریف، جلد اول صفحہ ۱۷۹)

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

﴿من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد﴾

"جس کسی نے ہمارے اس معاملے میں کوئی نئی بات نکالی وہ مردود ہوگی"۔ (بخاری شریف جلد اول صفحہ ۳۷۱، مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۷۷، ابوداؤد شریف جلد دوم صفحہ ۲۷۹)

حضرت حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ "فی امرنا ھذا" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

﴿کل من احدث فی الدین مالم یاذن به اللّٰه ورسوله فلیس من الدین فی شیی﴾

"جس نے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جس کا حکم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں دیا تو اس کا دین سے کوئی تعلق نہیں ہے"۔

(جامع العلوم والحکم طبع مصر صفحہ ۴۲)

حضرت حافظ ابن رجب حنبلی رحمۃ اللہ علیہ یہ بات واضح کرنا چاہتے ہیں کہ ہر نئی چیز مردود نہیں بلکہ جو "احداث فی الدین" ہو وہ مردود ہے نیز لکھتے ہیں کہ اسی حدیث کے بعض الفاظ میں "فی امرنا ھذا" کی جگہ صریح طور پر دین کا لفظ آیا ہے:

﴿فی بعض الفاظه من احدث فی دیننا مالیس منه فهورد﴾

"اور اس حدیث کے بعض الفاظ میں "فی دیننا" کے الفاظ آئے ہیں یعنی جس نے ہمارے اس دین میں کوئی نئی چیز نکالی تو وہ مردود ہوگی"۔ (جامع العلوم والحکم صفحہ ۴۲)

ایک حدیث شریف میں ہے کہ:

﴿قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ما احدث

قوم بدعة الارفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة ﴿

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کسی بھی قوم نے کوئی بدعت ایجاد نہیں کی کہ اس کی مثل سنت اس قوم سے نہ اٹھائی گئی ہو پس سنت کو تھامے رہنے میں ہی خیر ہے بہ نسبت نئی نئی بدعات نکالنے کے"۔ (رواہ احمد، مشکوٰۃ جلد اول صفحہ ۳۱)

ان احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ بدعت ایسی بُری چیز ہے کہ انسان کے دل میں فطری طور پر جو نورانیت اور صلاحیت ہوتی ہے بدعت اس کو بھی ختم کردیتی ہے اور اس کی نحوست کا یہ اثر ہوتا ہے کہ توبہ کی توفیق ہی نصیب نہیں ہوتی اور عقلی طور پر یہ بات بالکل درست ہے اس لئے کہ جب بدعتی بدعت کو ثواب کا کام سمجھ کر کرتا ہے تو اس سے وہ توبہ کیوں کرے گا توبہ تو گناہوں اور جرائم پر کی جاتی ہے نہ کہ نیکیوں پر کیونکہ کوئی مسلمان نماز پڑھ کر اور روزہ رکھ کر یہ نہیں کہتا کہ اے اللہ! میری نماز اور روزہ سے توبہ لیکن بدعتی نے توبہ کا دروازہ اپنے اوپر اس وقت سے بند کردیا ہے جس وقت سے اس نے بدعت کو کار ثواب سمجھا۔

یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل بدعت کو تمام کائنات کی لعنت کا مستحق قرار دیا ہے اور ان کی تعظیم و توقیر کرنے سے منع کیا ہے اور ان کی تمام عبادات کو بے کار فرمایا ہے تاوقتیکہ وہ اپنی بدعت سے باز نہ آجائیں۔

اس دور میں مروجہ بہت سی بدعات میں سے ایک بدعت اہل میت کے گھر دعوت کرنا اور کھانے تیار کروانا اور صاحب حیثیت لوگوں کو کھلانا ہے ان کا تفصیلی جائزہ انشاء اللہ اگلے صفحات پر لیا جائے گا اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو تمام بدعات شنیعہ سے بچائے اور صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

احقر محمد جاوید عثمان میمن عفی عنہ

۱۰ر محرم الحرام سن ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶ء

واضح رہے کہ تعزیت کے علاوہ اہل میت کے گھر اجتماع اور اہل میت کا لوگوں کے لئے کھانا تیار کرنا ایک بہت بڑا گناہ و بدعت ہے بہت سارے لوگ اس قبیح حرکت کا شکار ہوکر مقروض ہوجاتے ہیں اور بسا اوقات سود پر قرض لیا جاتا ہے اور اس طرح وارثوں کا اور خصوصا یتیموں کا مال تباہ و برباد کیا جاتا ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور فقہ کی عبارات سے یہی سبق ملتا ہے کہ جب کسی شخص کا انتقال ہوجائے تو اس کے گھر والے چونکہ صدمہ میں مبتلا ہوتے ہیں اس لئے اہل محلہ پڑوسی اور رشتہ دار اہل میت کا کھانا تیار کریں۔

جب حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیدنا جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا:

حضور رسول پاک ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ!

﴿قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم اصنعوا لآل جعفر طعاما فانہ قد اتاھم امر یشغلھم﴾

"حضور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اِرشاد فرمایا کہ آل جعفر کے لئے کھانا تیار کرو کیونکہ ان پر مصیبت آئی ہے جس نے ان کو مشغول کردیا ہے"۔ (ابو داؤد شریف جلد ۲ صفحہ ۹۱)

حضرت سیدنا جریر بن عبد اللہ بجلیؓ فرماتے ہیں کہ

﴿کنا نری الاجماع الی اھل المیت وصنعۃ الطعام من النیاحۃ﴾

"ہم (یعنی صحابہ کرام) اہل میت کے گھر جمع ہونے کو اور اہل میت کے گھر کھانا تیار کرنے کو نوحہ سمجھتے تھے"۔

(ابن ماجہ صفحہ ۱۱۴ ومسند احمد)

اور "منتقی الاخیار" کے صفحہ ۱۲۲ میں یہ الفاظ "وصنعة الطعام بعد دفنه من النياحة" بھی موجود ہیں۔

ایک حدیث میں ہے کہ میت پر آواز کے ساتھ رونا، بین کرنا، نوحہ کرنا اہل جاہلیت کا کام ہے اور نوحہ کرنا جمہور اہل سلف و خلف کے نزدیک حرام ہے جیسا کہ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ "شرح مسلم جلد اول صفحہ ۳۰۳" پر تحریر فرماتے ہیں کہ نوحہ کی حرمت پر تمام امت کا اجماع ہے۔

طعام اہل میت کو حضرت امام ابو حنیفہ، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ تعالٰی کے مذاہب حقہ نے ممنوع و مکروہ قرار دیا ہے ظاہر ہے کہ کوئی حدیث ناقابل توجیہ اس کے خلاف ہو تو مذاہب ثلاثہ کا اجماع حدیث کے خلاف کیسے ہو سکتا ہے ضرور حدیث مذکور فی السوال کی کوئی ایسی توجیہ موجود ہے جس کی بناء پر یہ اجماعی مسئلہ متاثر نہیں ہوتا۔

اہل میت کے گھر اجتماع کرنا اور وہاں کھانا تناول کرنا حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالٰی علیہم اجمعین کے نزدیک بھی نوحہ جیسا ایک جرم تھا اور اس امر پر ان کا اجماع واتفاق رہا ہے۔

اب ضرورت تو اس بات کی نہیں ہے کہ اور دلائل دیئے جائیں مگر حضرات فقہاء کرامؒ کی عبارات پر بھی نظر ڈال لیجئے تاکہ مسئلہ واضح طور پر سامنے آجائے۔

حضرت امام شمس الدین بن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ کافتویٰ

کہ اہل میت کے گھر پر برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا تیار کروانا یہ سب باتیں مکروہ ہیں اور یہ رسمیں مشرکین زمانہ جاہلیت کی ہیں اور شریعت اسلامیہ کا اس سے کچھ بھی واسطہ نہیں ہے جبکہ اس کا نام تیجہ (سوئم) وغیرہ رکھ لینے سے یہ عبادت نہیں بن جاتی بلکہ مشرکین کی مشابہت ہوگی جو کہ ناجائز و حرام ہے۔

وہ اپنی معروف کتاب "المغنی" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿فاما صنع اهل الميت طعاما للناس فمكروه لان فيه زيادة على مصيبتهم وشغلا لهم الى شغلهم وتشبيها بصنع اهل الجاهلية﴾

"کہ اہل میت جو لوگوں کے لئے کھانا تیار کرتے ہیں وہ مکروہ ہے کیونکہ اس میں اہل میت کو مزید تکلیف اور شغل میں مبتلا کرنا ہے نیز اس سے مشرکین اہل جاہلیت کے ساتھ مشابہت بھی پائی جاتی ہے"۔ (المغنی ابن قدامہ جلد ۲ صفحہ ۴۲۶، ۴۱۳)

حضرت امام ابن امیر الحجاج مالکی رحمۃ اللہ علیہ کافتویٰ

کہ اہل میت کے گھر کھانا تیار کروانا اور برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کا جمع ہونا اور اس کھانے کو تناول فرمانا یہ باتیں شریعت اسلامیہ سے ثابت نہیں ہیں یہ سب بدعات غیر مستحبہ ہیں اور اس کو لوگ تیجہ (سوئم) کے نام سے دعوت طعام کہتے ہیں اور اس کا معمول بنا کر اس کو لازم سمجھ لیا گیا ہے جو کہ بدعت قبیحہ ہے۔

وہ اپنی کتاب "مدخل" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿اما اصلاح اهل الميت طعاما وجمع الناس فلم ينقل فيه شئى وهو بدعة غير مستحب مما احدثه بعضهم من فعل الثالث للميت وعملهم الاطعمة فيه حتى صار عندهم كانه امر معمول به﴾

"اہل میت کا کھانا تیار کرنا اور لوگوں کا جمع ہونا اس میں کوئی چیز منقول نہیں ہے بلکہ یہ بدعت غیر مستحبہ ہے بعض لوگوں نے یہ بدعت نکالی ہے کہ میت کے تیجہ پر طعام تیار کرتے ہیں اور یہ ان کے نزدیک معمول بہ کا کام بن گیا ہے"۔

(مدخل جلد ۳ صفحہ ۲۷۵)

حضرت حافظ ابن حجر مکی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر تیسرے دن جو تیجہ (سوئم) کے نام پر کھانا تیار کیا جاتا ہے اور برادری کے صاحب حیثیت لوگ جمع ہو کر اس کھانے کو تناول فرماتے ہیں یہ سب باتیں شریعت اسلامیہ سے ثابت نہیں ہیں یہ سب بدعت مذمومہ ہیں۔

وہ "فتاویٰ کبریٰ" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿عما يعمل يوم الثالث من موته من تهنية اكل واطعامه للفقراء و غيرهم وعما يعمل يوم السابع جميع ما يفعل مما ذكر في السوال من البدع المذمومة﴾

"میت کے تیسرے دن فقراء وغیرہ کے لئے جو کھانا تیار کیا جاتا ہے اور اسی طرح ساتویں دن اس کا کیا حکم ہے؟ سوال میں

جتنی چیزیں ذکر کی گئی ہیں وہ سب بدعات مذمومہ ہیں"۔
(فتاویٰ کبریٰ جلد ۲ صفحہ ۷)

حضرت علامہ ابن عابدین شامی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر کھانا تیار کرنا اور تیسرے دن دعوت کرنا اور برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا تناول کرنا جس کا نام تیجہ (سوئم) رکھ دیا گیا ہے یہ سب ناموری دکھاوے کے کام ہیں اس سے بچنا ضروری ہے جو کہ ناجائز ہے۔
وہ اپنی کتاب "ردالمختار" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿اطال ذلک فی المعراج وقال ھذہ الافعال کلھا للسمعۃ والریاء فیحترز عنھا مذھبنا ومذھب غیرنا کالشافعیۃ والحنابلۃ﴾

"یعنی معراج الدرایہ شرح ہدایہ نے اس میں بہت کلام طویل کیا اور فرمایا کہ یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے بچا جائے ہمارا مذہب اور ہمارے علاوہ فقہاء شوافعؒ اور فقہاء حنابلہؒ کا یہی مذہب ہے"۔ (ردالمختار جلد اول صفحہ ۸۴۱)

جو لوگ اپنے آپ کو سنی، حنفی کہتے ہیں حالانکہ حقیقت میں وہ سنی، حنفی کہلانے کے مستحق ہی نہیں ہیں کیونکہ ان کے سارے کام حضرات فقہاء احنافؒ کے خلاف ہیں۔

اب چند عبارتیں فقہ حنفی کی ملاحظہ کریں تاکہ وہ حضرات فقہاء احنافؒ کے نظریہ کو سامنے رکھ کر غور و فکر کریں جس طرح دوسرے مذاہب کے حضرات فقہاء کرامؒ نے ان بدعات کا انکار کیا ہے اسی طرح بلکہ اس سے بڑھ کر حضرات فقہاء احنافؒ نے تیجہ (سوئم)، ساتواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں، ششماہی اور سالانہ

برسی وغیرہ کا انکار کیا ہے۔

فقہ حنفی کے جلیل القدر عالم حضرت امام کمال الدین حافظ ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

وہ اپنی معرکۃ الآراء تصنیف "فتح القدیر" میں رقم طراز ہیں:

﴿یکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ﴾

"اہل میت کے گھر کھانا تیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ کھانا تو خوشی کے موقع پر ہوتا ہے نہ کہ غمی میں اور یہ نہایت ہی بُری اور قبیح بدعت ہے"۔ (فتح القدیر شرح ہدایہ جلد اول صفحہ ۴۷۳)

حضرت علامہ طاہر بن احمد بخاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر کھانا تیار کروانا اور برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کا تین دن تک اہل میت کے گھر جمع ہونا اور کھانا تناول کرتے رہنا شریعت اسلامیہ میں جائز نہیں ہے کیونکہ دعوت تو خوشی کے موقع پر ہوتی ہے اور یہ کوئی خوشی کا موقع نہیں ہے اس لئے شریعت اسلامیہ کی رو سے یہ بدعت قبیحہ ہے۔

وہ اپنے "فتاویٰ" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿ولا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام لان

الضيافة يتخذ عند السرور﴾

"اہل میت کی طرف سے تین دن تک دعوت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ دعوت تو خوشی کے موقع پر ہوا کرتی ہے"۔

(خلاصۃ الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۳۴۲)

بعض علاقوں میں یہ بدعت رائج ہے جیسا کہ ہند و پاک کے علاقوں میں یہی بدعت رائج ہے کہ میت کے دفن کرنے کے بعد پہلی رات عموماً برادری والوں کے لئے کھانے کا انتظام کیا جاتا ہے اس میں امیر و غریب سب ہی لوگ شریک ہوتے ہیں جس میں اکثر تعداد برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کی ہی ہوتی ہے اور ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر لوگوں کو کھانا تناول کرنے کی دعوت دی جاتی ہے اس عبارت میں اسی کھانے کو حضرات فقہاء کرامؒ نے خلاف شریعت کہا ہے اور بدعت قبیحہ بھی، لیکن بعض لوگ جو اپنے آپ کو سنی، حنفی اہل سنت والجماعت کہتے ہیں اس دعوت اور کھانے کو عین سنت تصور کرتے ہیں۔

یہ لوگ ان رسومات کی پابندی کرتے ہوئے جہالت میں اسقدر مبتلا ہو چکے ہیں کہ اب ان کو حق بات بھی غلط نظر آنے لگتی ہے جس کو وہ تسلیم کرنا اپنی انا کے خلاف سمجھتے ہیں۔

حضرت امام حافظ شہاب الدین کردری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر تین دن تک کھانا تناول کرنا مکروہ ہے۔

وہ "فتاویٰ بزازیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿ویکرہ اتخاذ الضیافۃ ثلاثۃ ایام واکلھا لانھا

مشروعة للسرور ویکره اتخاذ اطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع والاعیاد ونقل اطعام الی القبر فی المواسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القران وجمع الصلحاء والقراء للختم اولقراءۃ سورۃ الانعام او الاخلاص فالحاصل ان اتخاذ الطعام عند قراءۃ القران لاجل الاکل یکرہ﴾

"تین دن تک دعوت مکروہ ہے اور اسی طرح اس کا کھانا بھی کیونکہ دعوت تو خوشی کے موقع پر ہوتی ہے اور پہلے دوسرے اور تیسرے دن کھانا تیار کرنا بھی مکروہ ہے اور اسی طرح ہفتہ کے بعد ساتویں دن اور عیدوں کے موقع پر اور اسی طرح موسم بہ موسم قبروں کی طرف کھانا لے جانا مکروہ ہے اور قرأت قرآن (جسے قرآن خوانی کہتے ہیں) کے لئے علماء حضرات کو جمع کرکے قرآن خوانی کے لئے دعوت کرنا بھی مکروہ ہے حاصل یہ ہے کہ قرآن خوانی کے وقت کھانے کے لئے طعام تیار کرنا مکروہ ہے"۔ (فتاویٰ بزازیہ جلد ۴ صفحہ ۸۱، حاشیہ فتاویٰ عالمگیری جلد اول، صفحہ ۱۶۷، جلد ۶ صفحہ ۸۱)

حضرت امام قاضی خان حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا تیار کروانا ممنوع وناجائز ہے کیونکہ کھانا تو خوشی کے دن تیار کروایا جاتا ہے نہ کہ غمی کے دن یہ دن تو دعوت کے نہیں ہوتے جو کہ تیجہ و سوئم کے نام سے مشہور کئے گئے ہیں اس اعتبار سے یہ مکروہ و بدعت ہے۔

وہ رقم طراز ہیں:

﴿ویکرہ اتخاذ الضیافة فی ایام المصیبة لانها ایام تاسف فلا یلیق بها ما کان للسرور﴾

"یعنی مصیبت کے دنوں میں دعوت کرنا مکروہ ہے کیونکہ جو کام خوشی کے وقت ہو وہ غمی میں مناسب نہیں ہے"۔

(فتاویٰ تاتارخانیہ جلد ۴ صفحہ ۱۸۷)

حضرت امام قہستانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر کھانا تیار کروانا اور برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کا کھانا تناول کرنا دونوں مکروہ ہے کیونکہ اس کھانے کو تناول کرنے کا حق مساکین و غرباء کا ہے۔

وہ اپنی کتاب "جامع الرموز" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿ویکرہ اتخاذ الضیافة فی هذه الایام وکذا اکلها﴾

"ان دنوں میں اہل میت کے گھر کھانا تیار کرنا اور اسے تناول کرنا دونوں مکروہ ہیں"۔ (جامع الرموز جلد ۴ صفحہ ۴۴۳)

حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

"کہ اہل میت کے گھر صاحب حیثیت لوگوں کو مخصوص دنوں میں کھانا تناول کرنا مثلاً تیجہ (سوئم)، پانچواں، نواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں، چھٹا مہینہ اور سال کے بعد برسی کرنا یہ سب بدعت ممنوعہ ہیں"۔

وہ "شرح منہاج" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿الاجتماع علی مقبرة فی الیوم الثالث وتقسیم الورد والعود والطعام فی الایام المخصوصة کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشهر السادس والسنة بدعة ممنوعة﴾

"قبر پر تیسرے دن اجتماع کرنا عرق گلاب اور اگر بتیاں تقسیم کرنا اور مخصوص دنوں میں کھانا کھلانا مثلاً تیجہ، پانچواں، نواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں دن اور چھٹا مہینہ اور سال کے بعد یہ سب کے سب امور بدعت ممنوعہ ہیں"۔

(شرح منہاج بحوالہ انوار ساطعہ صفحہ ۱۰۵)

حضرت امام زیلعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کو مصیبت کی وجہ سے تین دن بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ کسی بھی خلاف شریعت باتوں کو نہ اپنایا جائے مثلاً اہل میت کے گھر کھانا تیار کروانا اور برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کا اہل میت کے گھر تین دن تک رک جانا اور دعوت کرنا جسے تیجہ کہتے ہیں یہ سب ناجائز ہے۔

وہ "شرح کنزالدقائق" میں تحریر فرماتے ہیں:

﴿لا باس لجلوس المصیبة الی ثلاث من غیر ارتکاب محظور من فرش البسط والاطعمة من اهل المیت﴾

"مصیبت کے لئے تین دن بیٹھنے میں کوئی حرج نہیں جبکہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے دریاں بچھانا اور اہل میت

کی طرف سے کھانا کھلانا"۔

(تبیین الحقائق زیلعی شرح کنزالدقائق)

حضرت علامہ ابن عابدین شامی، حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

﴿ویکرہ اتخاذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لافی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ وروی الامام احمد وابن ماجۃ باسناد صحیح عن جریر ابن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ قال کنا نعد الاجتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ﴾

"اہل میت کے گھر کھانے کی دعوت کرنا مکروہ ہے اس لئے کہ دعوت تو خوشی کے موقع پر مشروع ہے نہ کہ غم کے موقع پر امام احمد اور امام ابن ماجہ حضرت جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ سے بسند صحیح روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: ہم اہل میت کے گھر جمع ہونے کو اور ان کے گھر کھانا تیار کرنے کو نوحہ شمار کرتے تھے"۔ (ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۲۴۰)

حضرت ملا علی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر تیسرے دن کھانا تیار کروانا اور برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کا کھانا تناول کرنا ناجائز اور مکروہ ہے۔

حضرت عاصم بن کلیب رحمۃ اللہ علیہ کی روایت نقل کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ:

﴿قرر اصحاب مذھبنا من انہ یکرہ اتخاذ

الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع)
"ہمارے مذہب حنفی کے حضرات فقہاء کرامؒ نے اس بات کو ثابت کردیا ہے کہ میت کے پہلے اور تیسرے دن اور اسی طرح ہفتہ کے بعد طعام یعنی کھانا تیار کرنا مکروہ ہے"۔

(مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۴۸۲)

حضرت شیخ عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر تیسرے دن صاحب حیثیت لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا تیار کروانا شریعت اسلامیہ کی رو سے ثابت نہیں ہے اس لئے بدعت ہے۔

"مقرر کردن روز سوم وغیرہ بالتخصیص واورا ضروری انگاشتن در شریعت محمدیہ ثابت نیست"۔

"مقرر کرنا تیجہ (سوئم) کا بالتخصیص اور اس کو ضروری خیال کرنا شریعت محمدیہ میں ثابت نہیں ہے"۔

(مجموعہ فتاویٰ جلد اول صفحہ ۳۴۱)

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر تیسرے دن صاحب حیثیت لوگوں کا جمع ہونا کھانا تیار کروانا اور اس کو تناول کرنا بدعت و مکروہ ہے کیونکہ اس کھانے کا حق صرف مساکین و فقراء کا ہوتا ہے اکثر اوقات تیجہ (سوئم) کے کھانے کا خرچ یتیموں کے مال سے کیا جاتا ہے جو کہ حرام ہے۔

"وعادت نبوی نہ بود کہ برائے میت در غیر وقت نماز جمع شوند، و قرآن خوانند و ختمات خوانند، برسر گور ونہ غیرآن واین

مجموعہ بدعت است و مکروہ نعم تعزیت اہل میت و تسلیہ و صبر فرمودن سنت و مستحب است اماایں اجتماع مخصوص روز سوم وارتکاب تکلفات دیگر و صرف اموال بے وصیت از حق یتامیٰ بدعت است و حرام"

"عادت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہ تھی کہ میت کے لئے وقت نماز جنازہ کے علاوہ جمع ہوں اور قرآن خوانی کریں اور ختم(قل شریف) پڑھیں نہ قبراور نہ کسی دوسری جگہ، یہ ساری چیزیں بدعت اور مکروہ ہیں ہاں اہل میت کی تعزیت کرنا اور ان کو تسلی دینا صبر کی تلقین کرنا سنت و مستحب ہے لیکن یہ تیسرے دن کا خاص اجتماع کرنا (جسے تیجہ شریف کہتے ہیں) دوسرے تکلفات یعنی کھانے کی دعوت کرنا اور مردہ کا مال جو تیموں کا حق بن چکا ہے بغیر وصیت کے خرچ کرنا بدعت و حرام ہے"۔

(سفرالسعادت صفحہ ۲۷۳)

حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ اہل میت کے گھر لوگوں کا جمع ہونا اور کھانا تیار کروانا اور اس کا تناول کرنا یہ سب باتیں مکروہ ہیں۔

اس زمانے میں تیجہ (سوئم) کے روز میت کی زیارت کے واسطے شربت و میوے لے جاتے ہیں اور قرآن کریم کے سپارے لے جاکر قرآن خوانی کرتے ہیں یہ سب کام مکروہ ہیں۔ (الدر المنظوم صفحہ ۷۸۳)

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے تیجہ (سوئم) کے بارے میں یہ وصیت فرمائی

"بعد مردن من رسوم دنیوی مثل دہم و بستم و چہلم و ششماہی وبرسینی وتیجہ ہیچ نکنند کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ از سہ روز ماتم کردن جائز نداشتہ اندو حرام ساختہ اند"

"کہ میرے مرنے کے بعد دنیاوی رسمیں جیسے دسواں، بیسواں، چالیسواں، چھ ماہی اور سالانہ برسی کچھ بھی نہ کرنا کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن سے زیادہ سوگ کرنے کو جائز نہیں رکھا بلکہ حرام قرار دیا ہے"۔

(وصیت نامہ مع مالا بد منہ صفحہ ۱۹۱)

مجدد وقت حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

کہ یہ رسمیں قرون اولیٰ یعنی حضرات صحابہ کرامؓ کے دور میں نہیں ہوا کرتی تھیں اس لئے یہ بدعت قبیحہ ہیں۔

وہ اپنی کتاب "تفہیمات" میں تحریر فرماتے ہیں:

"دیگر از عادات شنیعہ ما مردوم اسراف است در ماتمہا و سیوم و چہلم و ششماہی و فاتحہ سالینہ وایں ہمہ را در عرب اول وجود نہ بود"۔

"دوسرے بُری عادتوں میں سے بے جا خرچ کرنا ہے ماتم میں تیجہ چہلم، چھ ماہی اور سالانہ فاتحہ میں یہ رسمیں قرون اولیٰ میں نہیں تھیں"۔ (تفہیمات جلد ۲ صفحہ ۲۴۷ و وصیت نامہ صفحہ ۱۳)

ان تمام عبارات سے یہ بات صراحت کے ساتھ روز روشن کی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ میت کی وجہ سے ان دنوں کی تخصیص کرکے کھانا پکانا خصوصاً تیسرے، دسویں وچالیسویں وغیرہ کے دنوں میں بدعت و مکروہ ہے ایسے کھانے سے پرہیز کرنا چاہئے۔

یہ حوالہ جات تو حضرات فقہاء احناف وغیرہ کے تھے اب ملاحظہ کیجئے بریلوی مکتبہ فکر کے حضرات علماء کرام کے حوالہ جات وہ بھی تیجہ (سوئم)، دسواں، بیسواں، چالیسواں، چھ ماہی سالانہ برسی اور مردے کو دفن کرنے کے بعد کھانا کھلانے کو بدعت قبیحہ مکروہ وناجائز کہتے ہیں۔

حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

کہ میرے نزدیک اہل میت کے گھر کھانا پینا تیجہ (سوئم)، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کا کھانا تیار کروانا اور پورے خاندان کے صاحب حیثیت لوگوں کو دعوت دے کر کھلانا ناجائز بدعت شنیعہ قبیحہ ناپاک رسم ہے۔

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اکثر بلادِ ھند میں یہ رسم ہے کہ میت کے روز وفات سے اس کے اعزاء و اقارب و احباب کی خواتین اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اس اہتمام کے ساتھ جو شادی میں کیا جاتا ہے پھر کچھ دوسرے دن اکثر تیسرے دن واپس آتی ہیں بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں اس مدت اقامت

میں عورتوں کے کھانے پینے پان چھالیہ کا اہتمام اہل میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں اگر اس وقت ان کا ہاتھ خالی ہو تو قرض لیتے ہیں یوں نہ ملے تو سودی نکلواتے ہیں اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

جواب: سبحان اللہ اے مسلمان یہ پوچھتا ہے یا کیا یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں سخت و شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔

اولاً: یہ دعوت خود ناجائز و بدعت شنیعہ و قبیحہ ہے امام احمد اپنی مسند اور ابن ماجہ سنن میں بہ سند صحیح حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں:

﴿قال کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة﴾

"ہم جماعت صحابہ اہل میت کے یہاں جمع ہونے اور ان کے یہاں کھانے تیار کرانے کو مردے کی نیاحت سے شمار کرتے تھے"۔

ثانیاً: غالباً ورثہ میں کوئی یتیم یا بچہ نابالغ ہوتا ہے یا بعض ورثا موجود نہیں ہوتے نہ ان سے اس کی اجازت لی جاتی ہے جب تو یہ امر سخت حرام شدید پر مشتمل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ان الذین یاکلون اموال الیتمی ظلما انما یاکلون فی بطونهم نارا وسیصلون سعیرا﴾

"بے شک جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں بلاشبہ وہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور قریب ہے کہ جہنم کے گہراؤ میں جائیں گے"۔

مال غیر میں بے اذن غیر تصرف خود ناجائز ہے۔

﴿قال اللہ تعالیٰ لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل﴾

خصوصاً نابالغ کا مال ضائع کرنا جس کا اختیار نہ خود اسے نہ اس کے باپ نہ اس کے وصی کو ہے۔

﴿لان الولایۃ للنظر لا للضرر﴾

علی الخصوص اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے والعیاذ باللہ رب العالمین ہاں اگر محتاجوں کو دینے کے واسطے کھانا پکوائیں تو حرج نہیں بلکہ خوب ہے بشرط یہ کہ کوئی عاقل بالغ اپنے مال خاص سے کرلے یا ترکہ سے کریں تو سب وارث موجود بالغ و نابالغ راضی ہوں۔

ثالثاً: یہ عورتیں جو جمع ہوتی ہیں افعال منکرہ کرتی ہیں مثلاً چلا کر رونا، پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھانکنا الی غیر ذلک اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت حرام ہے ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔

﴿قال اللہ تعالیٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾

نہ کہ اہل میت کا اہتمام طعام کرنا کہ سرے سے ناجائز ہے تو اس مجمع ناجائز کے لئے ناجائز تر ہوگا۔

رابعاً: اکثر لوگوں کو اس رسم شنیع کے باعث اپنی طاقت سے زیادہ تکلیف کرنی پڑتی ہے یہاں تک کہ میت والے بے چارے اپنے غم کو بھول کر اس آفت میں مبتلا ہوتے ہیں کہ اس میلے کے لئے کھانا پان چھالیہ کہاں سے لائیں اور بارہا ضرورت قرض لینے کی پڑتی ہے ایسا تکلف شرعاً کسی امر مباح کے لئے بھی پسند نہیں کہ ایک

رسم ممنوع کے لئے پھر اس کے باعث جو دقتیں پیش آتی ہیں خود ظاہر ہیں پھر اگر قرض سودی ملا تو حرام خالص ہوگیا اور معاذ اللہ لعنت الٰہی سے پورا حصہ ملا کہ بے ضرورت شرعیہ سود دینا بھی سود لینے کے مثل باعث لعنت ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں فرمایا:

"غرض اس رسم کی شناعت و ممانعت میں شک نہیں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو توفیق بخشے کہ قطعاً ایسی رسوم شنیعہ جن سے ان کے دین و دنیا کا ضرر ہے ترک کردیں اور طعن بیہودہ کا لحاظ نہ کریں واللہ الہادی"۔ (احکام شریعت ۳۱۷ تا ۳۱۴)

حضرت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک صاحب نے تیجہ (سوئم)، چہلم، چھ ماہی، برسی وغیرہ کے کھانے کے متعلق چند سوالات کئے تھے جن کے جوابات حضرت مولانا احمد رضا خان صاحب نے جو دیئے تھے وہ مندرجہ ذیل ہیں ان کو بغور ملاحظہ فرمائیں:

سوال: جو کھانا بہ نیت خاص برائے ایصال ثواب عام مسلمان مردوں کے لئے پکوایا جاتا ہے تو کیا اس کھانے کو اغنیاء یعنی صاحب حیثیت لوگ بھی کھاسکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: سوائے اس کھانے کو جو موت کے دن دعوت تیجہ (سوئم) کے طور پر تیار کیا جائے وہ ممنوع اور بدعت ہے فاتحہ چہلم، برسی، چھ ماہی، کا کھانا بھی اغنیاء یعنی صاحب حیثیت لوگوں کو کھانا مناسب نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۶)

سوال: بروز وفات جو کھانا اہل میت کے گھر بطریق بھاتی (کنی) بھیجا جاتا ہے اس کو اہل میت کے اعزاء قریب یا اعزاء پڑوسی خواہ وہ لوگ مرد ہوں یا عورت جس میں سے بعض مصروف تجہیز و تکفین رہتے ہیں اور بعض اگرچہ اپنے گھر کھانا پکا کر کھاسکتے ہیں مگر عرفاً معیوب یعنی برا سمجھ کر محض بہ خیال ہمدردی اہل میت کے گھر غم میں

شریک ہونے کے لئے اس کھانے کو کھاسکتے ہیں یا نہیں بصورت عدم جواز کھانا مکروہ ہوگا یا حرام؟

جواب: پہلے دن صرف اتنا کھانا بھیجا جائے کہ صرف اہل میت کے گھر والوں کو کافی ہوجائے یہ تو سنت ہے اس سے زیادہ بھیجنے کی اجازت نہیں ہے اور نہ ہی دوسرے دن بھیجنے کی اجازت ہے نہ اوروں کے واسطے بھیجا جائے نہ ہی اور لوگ اسے کھائیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۱۸۔ ۲۱۹)

سوال: یہ دستور ہے کہ صاحب حیثیت لوگ قرآن خوانی کے واسطے بلائے جاتے ہیں اور ان کو دعوت دی جاتی ہے کیا ان صاحب حیثیت لوگوں کا بعد قرآن خوانی کے دعوت چہلم کا کھانا کھانا جائز ہے اور یہ فعل شریعت اسلامیہ میں کیسا ہے؟

جواب: موت کے موقع پر دعوت کی ممانعت آئی ہے فتح القدیر میں اس کو بدعت مستقبحہ فرمایا گیا ہے اور اغنیاء کا اس کھانے میں کوئی حق نہیں ہے اور اگر بنظر اُجرت وہ قرآن خوانی کی حد تک پہنچ گیا ہو، کھلانے والا سمجھتا ہو، ان کی تلاوت کے بدلے میں مجھے کھانا کھلانا ہے قرآن خوانی میں شریک ہونے والے یعنی صاحب حیثیت لوگ جانتے ہوں کہ ہمیں قرآن پڑھ کر کھانا کھانا ہے تو آپ ہی یہ کھانا حرام ہوجائے گا اور اس کھانے کو کھانا بھی حرام اور کھلانا بھی حرام ہوگا۔
(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۱)

سوال: تیجہ، (سوئم) و دہم دسواں و چہلم میت کے لئے جو کھانا پکتا ہے اس کھانے کو برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کو کھلانا اور خود جاکر کھائے تو کیا یہ جائز ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ تین دن میں میت کے گھر کا کھانا نہ کھائے بعد میں جائز ہے یہ تفریق صحیح ہے اگر صحیح ہے تو وجہ مابہ الفرق ارشاد ہو؟

جواب: تیجہ (سوئم)، دہم دسواں، اور چہلم وغیرہ کا کھانا مساکین و فقیروں کا حق

ہے انہی کو دیا جائے برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کو تقسیم کرنا یا برادری کے لوگوں کو جمع کر کے کھانا کھلانا بے معنے ہے کتاب مجمع البرکات میں لکھا ہے کہ موت کے دنوں میں دعوت کرنا ناجائز ہے فتح القدیر میں لکھا ہے کہ:

﴿انها بدعة مستقبحة لانها شرعت فی السرور ولا فی الشرور﴾

تین دن تک اس کا معمول ہے لہٰذا منع ہے اس کے بعد بھی موت کی نیت سے اگر دعوت کرے گا تو بھی منع ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۳)

سوال: تیجہ (سوئم) کے دن چنوں کا کھانا علاوہ چھوٹوں کے بڑوں کو بھی جائز ہے یانہیں؟

جواب: یہ چنے فقراء ہی کھائیں یعنی(مساکین جو زکوٰۃ و صدقات کے مستحق ہوتے ہیں) اور صاحب حیثیت لوگوں کو چاہیئے وہ بچہ ہو یا بڑا صاحب حیثیت لوگوں کے بچوں کو ان کے والدین منع کریں کہ وہ بھی نہ کھائیں۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۴ صفحہ ۲۲۷)

حضرت مولانا حکیم ابو العلا محمد امجد علی صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

"کہ میت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت اور اگر فقراء کو کھلائیں تو بہتر ہے"۔

اور فقراء و مساکین کو کھانا کھلانے کے بارے میں بھی صاف وضاحت کے ساتھ فرمایا ہے کہ تیجہ (سوئم) وغیرہ کا کھانا اکثر میت کے ترکہ سے کیا جاتا ہے اس میں یہ

لحاظ ضروری ہے کہ ورثاء میں کوئی نابالغ نہ ہو، ورنہ سخت حرام ہے یونہی اگر بعض ورثا موجود نہ ہوں جب بھی ناجائز ہے جبکہ جو لوگ موجود نہ ہوں اور ان لوگوں سے اجازت نہ لے لی ہو اور سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو یا کچھ نابالغ یا غیر موجود ہوں مگر بالغ موجود اپنے حصہ سے کرے تو حرج نہیں تیجہ (سوئم) وغیرہ کے دن اہل میت کے خاندان والوں کی یعنی عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کی جو دعوتیں ہوتی ہیں اس کے بارے میں تفصیل کے ساتھ لکھتے ہیں جس میں چالیسواں، چھ ماہ کے بعد کی دعوت کا بھی ذکر کیا ہے۔

"تیجہ (سوئم) جو مرنے کے بعد تیسرے دن کیا جاتا ہے کہ قرآن مجید یا کلمہ طیبہ پڑھوا کر ایصال ثواب کرتے ہیں اور بچوں اور اہل حاجت کو چنے بتاشے تقسیم کرتے ہیں یا مٹھائیاں تقسیم کرتے ہیں اور کھانا پکوا کر فقرا و مساکین کو کھلاتے ہیں یا ان کے گھروں میں بھیجتے ہیں پھر ہر پنجشنبہ کو حسب حیثیت کھانا پکا کر غرباء کو دیتے یا کھلاتے ہیں پھر چالیسویں کے دن کھانا کھلاتے ہیں پھر چھ مہینے پر ایصال ثواب کرتے ہیں اس کے بعد برسی ہوتی ہے یہ سب اسی ایصال ثواب کی فروع ہیں اسی میں داخل ہیں مگر یہ ضروری ہے کہ یہ سب کام اچھی نیت سے کئے جائیں نمائشی نہ ہوں، نمود مقصود نہ ہو ورنہ نہ ثواب ہے نہ ایصال ثواب بعض لوگ اس موقع پر عزیز و اقارب اور رشتہ داروں کی دعوت کرتے ہیں یہ موقع دعوت کا نہیں بلکہ محتاجوں اور فقیروں کو کھلانے کا ہے جس سے میت کو ثواب پہنچے"۔

(بہار شریعت حصہ چہارم صفحہ ۱۵۳، حصہ شانزدہم صفحہ ۲۲۹)

حضرت علامہ احمد شمس الدین بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

کا فتویٰ

"کہ اہل میت کے گھر والے برادری کے صاحب حیثیت لوگوں

کی تیجہ (سوئم) چالیسویں وغیرہ والے دن جو دعوت کریں تو ناجائز اور بُری بدعت ہے شریعت اسلامیہ میں دعوت تو خوشی کے وقت ہوتی ہے نہ کہ غم کے وقت لیکن اگر فقیروں، مسکینوں، یتیموں، محتاجوں کو کھلائیں تو بہتر ہے تیجہ (سوئم) چالیسویں وغیرہ کے دن کھانا کرنا میت کے چھوڑے ہوئے مال سے جائز نہیں ہے البتہ جب وہ مال تقسیم ہو جائے تو وارث اپنے حصے سے یتیموں، محتاجوں، فقیروں اور مسکینوں کو کھلائیں"۔

"اہل میت کے گھر والوں کو جو کھانا بھیجا جاتا ہے یہ کھانا صرف اہل میت کے گھر والے کھائیں اور انہیں کے لائق بھیجا جائے زیادہ کھانا نہ بھیجا جائے اوروں کو وہ کھانا کھانا منع ہے اور صرف اہل میت کے گھر والوں کے لئے بھی صرف پہلے دن کھانا، بھیجنا سنت ہے اس کے بعد مکروہ ہے"۔

(قانون شریعت صفحہ ۱۹۲، ۱۹۳)

حضرت مفتی احمد یار نعیمی خاں بریلوی صاحب کا فتویٰ

"میت کی فاتحہ میت کے ترکہ سے کی ہو تو خیال رہے کہ غائب وارث یا نابالغ کے حصہ کی فاتحہ نہ کی جائے یعنی اولاً مال میت تقسیم ہو جائے پھر کوئی بالغ وارث اپنے حصہ سے یہ امور خیر کرے ورنہ یہ کھانا کسی کو بھی جائز نہ ہو گا بغیر مالک کی اجازت یا بچہ کا مال کھانا ناجائز ہے اس بات کا خیال رکھنا ضروری ہے"۔

(جاء الحق صفحہ ۲۵۴)

امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال: تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں امور مذکورہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب و فقہ کی کسی معتبر کتب میں ہیں اور ان کا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: تیجہ، ساتواں، دسواں، چالیسواں وغیرہ سب بدعت ضلالہ ہیں کہیں اس کی اصل نہیں نفس ایصال ثواب چاہیئے ان قیود کے ساتھ بدعت ہی ہیں برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کو ان ایام میں کھانا کھلانا یہ رسم ہے اور منع ہے۔

سوال: فی زمانہ رواج یہ ہے کہ جب کوئی مرجاتا ہے تو اُس کے عزیز واقارب اُس روز یا دوسرے روز یا تیسرے روز یا کسی اور روز جمع ہو کر مسجد میں یا کسی مکان میں قرآن شریف، کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر بغیر تعین شمار اس پڑھے ہوئے کا متوفی کو بخشتے ہیں اور چنے وغیرہ تقسیم کرتے ہیں تو اس طرح پر جمع ہونا اور قرآن مجید وغیرہ پڑھنا اور پڑھوانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: مجتمع ہونا عزیز واقارب وغیرہم کا واسطے پڑھنے قرآن مجید یا کلمہ طیبہ کے جمع ہو کر روز وفات میت کے یا دوسرے روز یا تیسرے روز بدعت و مکروہ ہے شریعت اسلامیہ میں اس کی کچھ اصل نہیں ملتی کتاب "نصاب الاحتساب" میں لکھا ہے:

﴿ان ختم القران جهرا بالجماعة ولسمى بالفارسية سيپاره خواندن مكروه﴾

"اور قرآن کریم کو پکار کر جماعت کے ساتھ ختم کرنا جس کو فارسی میں سی پارہ پڑھنا کہتے ہیں مکروہ ہے"۔

"فتاویٰ بزازیہ" میں مرقوم ہے کہ:

﴿یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع ونقل الطعام الی القبر فی المراسم واتخاذ الدعوۃ لقراءۃ القران وجمع الصلحاء والفقراء للختم وقراءۃ سورۃ الانعام والاخلاص﴾

"پہلے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد کھانا پکانا اور رسومات کے وقت قبر کے پاس کھانا لے جانا اور قرأت قرآن کے لئے دعوت دینا اور ختم کے لئے صلحاء و فقراء کو جمع کرنا اور سورہ انعام واخلاص کا پڑھنا مکروہ ہے"۔

﴿ومن المنکرات الکثیرۃ کا یقاد الشموع والقنادیل التی توجد فی الافراح وکدق الطبول والغناء بالاصوات الحانا واجتماع النساء والمردان واخذ الاجرۃ علی الذکر وقراءۃ القران وغیر ذلک مما ھو مشاھد فی ھذہ الا زمان وما کان کذلک فلا شک فی حرمتہ بطلان الوصیۃ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم﴾

"اور بہت سی برائیاں جیسے موم بتیاں اور قندیلوں کو جلانا جیسے خوشیوں کے موقع پر ہوتا ہے اور جیسے ڈھول بجانا اور خوش آوازی سے گانا اور عورتوں اور مردوں کا جمع کرنا اور ذکر و قرأت قرآن وغیرہ پر اُجرت کا لینا جو آج کل اس زمانہ میں دیکھا جارہا ہے اور جو اس طرح ہو تو اس کی حرمت میں کوئی شک نہیں اور اس کی وصیت کا باطل کرنا ضروری ہے"۔

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۱۳۶-۱۳۵)

حکیم الأمت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال: اول روز اہالیان میت جو کھانا کرتے ہیں اُس کی کوئی سند شرعی صحیح موجود ہے یا نہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میت کے گھر کھانا کھایا ہے یا نہیں؟

جواب:

﴿فی رد المختار عن الفتح ویکرہ اتخاذ الضیافة من الطعام من اهل المیت لا شرع فی السرور ولا فی الشرور وهی بدعة مستقبحة روی الامام احمد وابن ماجه باسناد صحیح عن جریر بن عبد الله رضی الله تعالیٰ عنه قال کنا نعد الاجتماع الی اهل المیت وصنعهم الطعام من النیاحة وفی البزازیة ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثالث وبعد الاسبوع﴾

"اس روایت حدیثیہ فقہیہ سے اس کھانے کی کراہت ثابت ہوتی ہے بعض لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے میت کے گھر سے کھانے پر ابو داؤد شریف کی اس حدیث سے استدلال کیا ہے"۔

﴿عن رجل من الانصار قال خرجنا مع رسول الله صلی الله علیه وسلم فی جنازة فرایت رسول الله صلی الله علیه وسلم وهو علی القبر یوصی الحافر اوسع من قبل رجلیه اوسع من قبل راسه

فلما رجع استقبله داعی امراۃ فجاء فجی بالطعام فوضع یدہ ثم وضع القوم فاکلوا﴾ (الحدیث)

سو اس کے تین جواب تو "رد المحتار" میں ہیں۔

﴿اقول وفیہ نظر فانہ واقعۃ حال لا عموم لھا مع احتمال سبب خاص علی انہ بحث فی المنقول فی مذھبنا و مذھب غیرنا کالشافعیۃ والحنابلۃ استدلا لا بحدیث جریر المذکور علی الکراھتہ ولا سیما اذ کان فی الورثۃ صغار الی اخر ما قال واطال﴾

جواب اول کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک واقعہ خاصہ ہے ممکن ہے کہ کسی سبب خاص سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانا تناول فرمایا ہو، اس سے دلیل نہی میں جو عام ہے قدح نہیں لازم آتا دوسرے جواب کا حاصل یہ ہے کہ جو امر مذہب میں متقرر و منقول ہے اور خود مبنی بھی ہے دلیل صحیح پر، اس میں بحث اور شبہ نکالنا جو مقلد کا حق نہیں ہے تیسرے جواب کا ملخص یہ ہے کہ اب طعام میت کے ساتھ بہت سے مفاسد کا اقتران ہوگیا ہے، سو اس کی اجازت میں سب مفاسد کی اجازت لازم آتی ہے پس مضمون حدیث پر اس امر منکر کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق ہے اور چوتھا جواب اس احقر کے نزدیک یہ ہے کہ اس حدیث میں یہی امر کہیں مذکور نہیں، کہ یہ طعام میت کے گھر تھا گو شرح منیہ میں دعویٰ کیا ہے۔ "دعتہ امراۃ رجل میت لما رجع من دفنہ الخ" لیکن کسی حدیث کی کتاب کا حوالہ ضروری ہے، "واذ لیس فلیس" پانچواں جواب یہ ہے کہ "اذا تعارض المحرم والمبیح ترجع المحرم" بہرحال جس طرح اس وقت رسم ہے وہ بے شبہ ممنوع ہے اور وہ شارع علیہ السلام سے قولاً وفعلاً منقول نہیں۔

(امداد الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۱۴۰)

شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ

سوال: بعد تجہیز و تکفین میت کے اعزا و ورثاء جو لوگ بغرض دفن آتے ہیں ان کو قبرستان میں دعوت دیتے ہیں کہ آپ لوگ فلاں روز ہمارے یہاں تشریف لا کر کھانا تناول فرمائیں کیا یہ دعوت کرنا اور اس کا قبول کرنا ایسا رواج اپنانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: یہ دعوت اور اس کا قبول کرنا دونوں ممنوع ہیں ہرگز جائز نہیں اس رسم قبیح کا ترک کرنا لازم ہے اس دعوت کے ناجائز ہونے کو علامہ شامی نے "فتح القدیر فتاویٰ بزازیہ اور معراج الدرایۃ" سے نقل کیا ہے نیز خود بھی اس زمانہ کی مروجہ دعوت کے متعلق "لاشک فی حرمتہ" تحریر فرمایا ہے اور علاوہ حنفیہ کے دیگر مذاہب یعنی شافعیہ وغیرہ کا بھی اس کے عدم جواز پر اتفاق بیان کیا ہے "مسند احمد وابن ماجہ" نے بسند صحیح یہ روایت درج کی ہے کہ حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ہم اہل میت کے گھر جمع ہونے اور کھانا تیار کرنے کو نیاحت میں شمار کرتے تھے جیسا کہ نوحہ حرام ہے اسی طرح اس کو نوحہ کی قسم سمجھ کر حرام جانتے تھے پس اس کے بعد کس مسلمان کو جرأت ہو سکتی ہے کہ اس قسم کی رسوم قبیحہ کو بدعت حسنہ کہہ کر قابل ثواب قرار دے اللہ تعالیٰ ہم سب کو سیدھا راستہ دکھادیں اور اس پر چلنے کی توفیق عطا فرمادیں۔

سوال: ہمارے علاقے میں لوگ مرنے کے بعد بعض جگہ تاریخ مقرر کر کے اور بعض جگہ بلا تاریخ مقرر کئے ایک دعوت کر کے عام لوگوں کو کھانا کھلاتے ہیں ہر طرح کے آدمی اس میں حاضر رہتے ہیں کیا یہ شرعاً جائز اور باعث ثواب ہے یا مکروہ؟ اس

کی وجہ ناجائز ہونے کی کیا ہے؟ کتب فقہ حنفی کے حوالے سے جواب ہوگا تو تسلیم ضرور کریں گے؟

جواب: فقہ حنفی میں کسی کے مرنے کے بعد اولیاء میت یعنی میت کے گھر والوں کا یوم موت یا تیجہ (سوئم)، ساتواں، دسواں، بیسواں، چالیسواں، وبرسی وغیرہ میں کھانا پکانا اور عام لوگوں کو کھلانا مکروہ تحریمی ہے فقہ شافعی و حنبلی میں بھی اس کی کراہت مصرح ہے دلیل کراہت حضرت سیدنا جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی حدیث ہے جو شروع میں ذکر کی گئی ہے۔

جس میں اس دعوت کو نیاحت میں داخل کیا گیا ہے حدیث جریر سے فقہ حنفی، شافعی اور حنبلی میں استدلال کرکے اس دعوت کو مکروہ کہا گیا ہے پس ان اجلہ حضرات آئمہ کرامؒ کے فیصلے کے سامنے کسی کی بات کی کیا حیثیت ہو سکتی ہے۔

سوال: ایصال ثواب میت کے لئے اس کے مرنے سے کتنے دن بعد اور کس طریقہ سے کن کن شخصیتوں کو کھانا کھلانا چاہیئے جس سے میت کو ثواب پہنچے اور ایصال ثواب میت کا کھانا اہل برادری دیار آشنا وخویش واقرباء ومالدار شخصوں کو کھانا جائز ہے یا نہیں؟ مع حوالہ نص تحریر فرمائیے؟

جواب: کوئی دن تاریخ وغیرہ مقرر نہیں جب دل چاہے کھانا یا کپڑا نقد وغیرہ جو دل چاہے خیرات کردے نہ کوئی خاص طریقہ ہے نہ کوئی خاص چیز ہے بلکہ جو طریقہ ہمیشہ خیرات کا ہے وہی ایصال ثواب کے واسطے ہے اور مالدار کو کھلانا صدقہ میں داخل نہیں ہے اور غمی کے علاوہ شادی وغیرہ کے موقع پر مالدار کو کھلانا جائز ہے مگر ایصال ثواب کے کھانے میں غنی کو شریک نہ کیا جاوے مکروہ ہے۔

سوال: جس گھر کا آدمی خواہ مرد ہو یا عورت فوت ہو جائے تو اس گھر کا کھانا پانی کتنے عرصہ تک نہ کھانا چاہیئے اور کس قدر ممانعت ہے؟

جواب: کچھ ممانعت نہیں ہے جبکہ کوئی رسم کی جاوے اور ترکہ تقسیم کرنے کے بعد بالغ وارث فقراء کو کھلاوے اور اگر ترکہ مشترکہ سے کہ جس میں کوئی نابالغ یا غائب شریک ہے کیا جائے تو ناجائز ہے اسی طرح اگر شرکاء موجود اور بالغ تو ہیں لیکن ان میں سے بعض نے اجازت دی نہیں یا رواجاً اجازت دے دی ہے تب بھی جائز نہیں ایسا ہی فقراء کے علاوہ برادری کے صاحب حیثیت لوگوں کی دعوت ہر حال میں کرنا مکروہ ہے اور بدعت سیئہ ہے نیز ختم کے لئے اجتماع کرنا اور دعوت کرنا بھی جائز نہیں پس آج کل جو طریقہ ایصال ثواب کا مروج ہے وہ جائز نہیں؟

سوال: ہمارے ہاں اگر کوئی مرجاتا ہے تو عام مسلمان اس میت کا ۲۰ یا ۳۰ یا ۳۵ دن کے بعد چہلم کرتے ہیں اور چہلم کی تاریخ برادری کے لوگوں کو جمع کرکے پہلے سے مقرر کردیتے ہیں اور اپنے رشتہ داروں کو جو صاحب حیثیت ہوتے ہیں جو دور دور جگہوں میں رہتے ہیں شریک چہلم ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور انہیں کھانا کھلاتے ہیں کیا ایسے کھانے کی دعوت کا مردے کو کچھ ثواب ملتا ہے اور کیا ایسا کھانا کھلانے والوں اور کھانے والوں کو کچھ ثواب ملتا ہے یا بقول بعض علمائے دین چہلم کا کھانا کھلانے والے اور کھانے والے دونوں فریق گنہگار ہوتے ہیں اور میت کو کچھ فائدہ نہیں پہنچتا؟

جواب: رسم مندرجہ سوال بدعت ہے جو لوگ ایسی رسمیں کرتے ہیں وہ گنہگار ہوتے ہیں اور کھانے والا اگر مقتدی ہے یعنی ایسا ہے کہ اس کی شرکت سے ان رسوم کی تائید ہوتی ہے تو اس کا کھانا جائز نہیں اور جو شخص ایسا نہیں اور حاجت مند ہے یعنی مستحق زکوۃ ہے اس کے لئے کھانے کی گنجائش ہے باقی جو شخص محتاج اور فقیر نہ ہو اس کے لئے کھانا مکروہ ہے اور خیرات کا ثواب ملنے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر وہ مال حرام ہے تب تو بالکل ثواب نہیں بلکہ گناہ ہے اور اگر مال حلال ہو لیکن محض فخر ونمائش وغیرہ کی وجہ سے کھلایا گیا ہے تب بھی ثواب نہ ملے گا جیسا کہ اکثر

ایسا ہی ہوتا ہے اور اگر مال بھی حلال ہو اور نیت بھی خالص ہو لیکن کھلایا جاوے ایام مقررہ میں تو قواعد سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کھلانے کا ثواب ملے گا اور اس بدعت یعنی دن مقرر کرنے کا گناہ ہوگا اور جس رقم سے یا جس جنس سے کھانا کھلایا جاتا ہے اگر وہ ترکہ مشترکہ سے ہے تب تو کسی حال میں اس کا کھانا درست نہیں جیسا کہ اکثر ایسا ہی ہوتا ہے بلکہ لوگوں کو تو ترکہ تقسیم کرنے کے مسئلہ تک کا علم نہیں ہوتا جبکہ ہر ہر وارث سے اجازت نہ لیجاوے اور اس میں بھی یہ شرط ہے کہ کوئی وارث نابالغ نہ ہو اور ایک شرط یہ ہے کہ شرم ولحاظ سے اجازت نہ دے بلکہ دلی خوشی سے اجازت دے چاہے لوگ ناراض ہوں، بخیل کہیں پرواہ نہ کرے۔

(امداد الاحکام جلد اول صفحہ ۲۰۷، ۲۰۶، ۲۰۴، ۲۰۳، ۱۹۲، ۱۹۱، ۱۹۰، ۱۸۹)

اصل بات یہ ہے کہ یہ سب رسمیں پیٹ پرست اہل بدعت اور جہلاء کی بنائی ہوئی ہیں آج ان کو دلائل کے ساتھ عین سنت ثابت کیا جارہا ہے حالانکہ شریعت مصطفوی علی صاحبہا التحیہ والسلام کے ساتھ ان چیزوں کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔

حضرت علامہ بیرونی رحمۃ اللہ علیہ شکم پرست اہل بدعت کو بے نقاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں

”کہ اہل ہنود کے نزدیک جو حقوق میت کے وارث پر عائد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ دعوت کرنا یوم وفات سے گیارہویں، پندرھویں، روز کھانا کھلانا اس میں ہر ماہ کی چھٹی تاریخ کو فضیلت ہے اسی طرح اختتام سال پر بھی کھانا کھلانا ضروری ہے نو ۹ دن تک اپنے گھر کے سامنے کھانا پختہ وکوزہ آب رکھیں ورنہ میت کی روح ناراض ہوگی بھوک وپیاس کی حالت میں گھر کے اردگرد پھرتی رہے گی اور پھر دسویں دن میت کے نام پر

بہت سارا کھانا تیار کر کے دیا جائے اور اسی طرح گیارہویں تاریخ کو بھی نیز ماہ پوش وہ حلوہ پکا کر دیتے ہیں اور یہ بھی ہے کہ برہمن کے کھانے پینے کے برتن بالکل علیحدہ ہونگے"۔

(کتاب الہند صفحہ ۲۷۰ تا ۲۸۲)

حضرت مولانا عبید اللہ مالیر کوٹلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

"برہمن کے مرنے کے بعد گیارہویں دن اور کھتری کے مرنے کے بعد تیرھویں دن اور بنئے وغیرہ کے مرنے کے بعد پندرھویں یا سولھویں دن اور شودر وغیرہ کے مرنے کے بعد تیسواں یا اکتیسواں دن مقرر ہے ازاں جملہ ایک چھ ماہی کا دن ہے، یعنی مرنے کے بعد چھ مہینے جملہ سورج کے مہینے کے نصف اول میں ہر سال اپنے بزرگوں کو ثواب پہنچاتے ہیں لیکن جن تاریخ میں کوئی مرا اس تاریخ میں ثواب پہنچانا ضروری جانتے ہیں اور کھانے کے ثواب پہنچانے کا نام "سرداہ" ہے اور جب "سرداہ" کا کھانا تیار ہو جائے تو اس پر اول پنڈت کو بلوا کر کچھ بید پڑھواتے ہیں جو پنڈت ابھڑمن کہلاتا ہے اور اسی طرح اور بھی دن مقرر ہیں"۔ (تحفۃ الہند صفحہ ۹۱)

آج یہی کچھ مسلمان کرتے ہیں جو دن ان سے بچ گئے تھے وہ اہل بدعت نے لے لئے بالکل برہمن کی طرح بدعتی لوگوں کے برتن علیحدہ ہوتے ہیں اور پنڈت کی جگہ تو ختمی لوگوں نے خود سنبھال لی ہے اور کھانے پر بید کی جگہ قرآن کریم پڑھا جاتا

ہے اور آج ان ہندوانہ رسموں نے اسلامی شکل اختیار کرلی ہے اور عوام الناس ان کو بڑی پابندی کے ساتھ ادا کرتے ہیں گویا کہ اسلام کا حصہ ہے اللہ تعالیٰ جل جلالہ تمام مسلمانوں کو ان ہندوانہ رسموں سے بچائے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح سنت پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اب رہی آخری بات جو سوال میں مذکور ہے کہ مشکوٰۃ کی حدیث سے پتہ چلتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک عورت کے گھر کھانا کھایا تھا جس کا شوہر فوت ہو گیا تھا۔ (مشکوٰۃ شریف جلد ۲ صفحہ ۵۷۷)

اس حدیث مبارکہ سے استدلال کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ اول تو یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے جس کے متعلق اہل بدعت کو اقرار ہے اور اہل علم سے یہ بات کسی طور پر مخفی نہیں ہے کہ مشکوٰۃ میں جتنی احادیث جمع ہیں بخاری، مسلم وابوداؤد اور دیگر کتب احادیث سے اخذ کی ہیں اور ان کو اپنی کتاب مشکوٰۃ میں جمع کیا ہے حدیث مذکور کا صاحب مشکوٰۃ نے ابوداؤد کا حوالہ دیا ہے لہٰذا ابوداؤد کی طرف مراجعت کرنی ضروری ہے ابوداؤد میں ہے کہ:

﴿قال خرجنا مع رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم في جنازة الى ان قال فلما رجع استقبله داعي امراة فجاء فجي بالطعام﴾

"انصار کے ایک آدمی کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک جنازہ کے لئے نکلے پھر فرمایا پس جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم واپس لوٹے تو ایک عورت نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر دعوت دی پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے پھر کھانا لایا گیا"۔

(ابوداؤد جلد دوم صفحہ ۱۱۷)

بذل المجہود میں حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

"کہ ابوداؤد کے جتنے نسخے ہمارے پاس موجود ہیں سب میں ایسے ہی امرأۃ بغیر اضافت کے ہے"۔

﴿ولفظه الشريف استقبله داعى امراة هكذا فى جميع النسخ الموجودة عندى من المكتوبة والمطبوعة وفى نسخة مشكوة المصابيح داعى امراته﴾

"استقبله داعى امراة" یہ الفاظ اسی طرح ہیں ابوداؤد کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اور چھپے ہوئے تمام نسخوں میں جو اس وقت میرے پاس موجود ہیں اور مشکوٰۃ المصابیح میں "داعی امراته" ہے"۔ (بذل المجہود جلد ۴ صفحہ ۲۳۹ طبع اول)

بذل المجہود کے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ تالیف بذل کے وقت مطبوعہ وغیر مطبوعہ، ملکی وغیر ملکی تصحیح شدہ مختلف چھ (۶) نسخے حضرتؒ کے سامنے موجود تھے ابوداؤد شریف کے تمام نسخوں (جن کی تعداد کم از کم دس ہے) سے معلوم ہوا کہ حدیث کے اصل اور صحیح الفاظ "داعی امرأۃ" ہیں پس ان الفاظ صحیحہ کی روشنی میں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جنازے سے واپسی پر کسی ایک عورت نے آدمی بھیج کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کی (مرنے والے کی بیوی نے دعوت نہیں کی) یہ بات کو سمجھنے کے بعد پس ظاہر ہے کہ حدیث جریر سے معارض نہیں ہے۔

لہٰذا زیر بحث مسئلہ کا جو حکم حضرات فقہاء احنافؒ وشافعیہؒ وحنابلہؒ نے حدیث کی روشنی میں لیا ہے وہ ہی صحیح وواجب العمل ہے اور صاحب مشکوٰۃ نے جو "داعی

امرأته" کے الفاظ لکھے ہیں یہ صاحب مشکوٰۃ کا وہم ہے یا کسی کاتب کی غلطی ہے کیونکہ اصل لفظ "داعی امراۃ" ہے جیسا کہ اوپر تفصیل سے ذکر ہو چکا ہے کہ کسی عورت کے قاصد نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دعوت دی تھی باقی داعی امراتہ (کہ میت کی بیوی کے داعی نے دعوت دی تھی) یہ غلط ہے ہماری تائید اس بات سے اور زیادہ ہوتی ہے کہ مشکوٰۃ شریف کے علاوہ احادیث کی تمام کتابوں کا ذخیرہ چھان لیں تو ان میں "داعی امراۃ" کے الفاظ ہی ملیں گے چنانچہ یہی روایت شرح معانی آلاثار جلد ۲ صفحہ ۳۲۰، مشکل الآثار جلد ۲ صفحہ ۱۳۲، دار قطنی جلد ۲ صفحہ ۵۴۵، مسند امام احمد جلد ۵ صفحہ ۲۹۲ سنن الکبریٰ جلد اول صفحہ ۹۷، عقود جوائر المنیفہ جلد ۲ صفحہ ۶۲، خصائص الکبریٰ جلد ۴ صفحہ ۲۳۹، المحلی لابن حزم جلد ۷ صفحہ ۴۱۵، مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ ۲۳۴، عون المعبود جلد ۳ صفحہ ۲۴۹، بذل المجہود جلد ۴ صفحہ ۲۳۹ وغیرہ احادیث کی کتابوں میں "داعی امرأۃ" کے الفاظ موجود ہیں اور یہی الفاظ صحیح ہیں لہٰذا جن لوگوں نے اس روایت سے استدلال کیا ہے ان کا مدار ہی لفظ "امرأته" ہے اسی وجہ سے جب حضرت ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اصل حقیقت کا جائزہ لیا تو اپنی آخری تصنیف میں اس سے رجوع کرلیا چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "شرح نقایہ" میں صاف طور پر تحریر کیا ہے کہ اہل میت کے ہاں کھانا تناول کرنا صاحب حیثیت لوگوں کا مکروہ وبدعت مستقبحہ ہے۔ (شرح نقایہ جلد اول صفحہ ۱۴۰)

لہٰذا اہل بدعت کو چاہئے کہ توبہ تائب ہو کر دین کے صحیح راستے پر آجائیں، اہل بدعت حضرات میت کے گھر کا کھانا تناول کرنے پر ایک اور دلیل پیش کرتے ہیں کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات ہوئی تو وفات کے تیسرے دن حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجوریں، دودھ اور جو کی روٹی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رکھیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر سورۃ فاتحہ وسورۃ اخلاص پڑھ کر دعا فرمائی اور حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اس کو لوگوں میں تقسیم کردو اور فرمایا

کہ ان اشیاء کا ثواب میرے لخت جگر (حضرت سیدنا ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو پہنچے اس روایت سے ایک تو تیجہ (سوئم) کا ثبوت ہوا اور دوسرا کھانا سامنے رکھ کر اس پر فاتحہ کا ختم پڑھنے کا ثبوت ہوا اہل بدعت کا بیان ہے کہ یہ روایت حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "اوز جندی" میں تحریر فرمائی ہے۔

تو اس کا جواب حضرت شیخ عبدالحیٔ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے "مجموعہ فتاویٰ" میں تحریر فرمایا ہے وہ فرماتے ہیں کہ:

"نہ کتاب اوز جندی از تصانیف ملا علی قاری" است ونہ روایت مذکور صحیح و معتبراست بلکہ موضوع وباطل بران اعتماد نشاید ودر کتب حدیث نشانے از ہجو روایت یافتہ نے شود"۔

"نہ تو کتاب "اوز جندی" حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف میں سے ہے اور نہ یہ روایت صحیح و معتبر ہے بلکہ یہ موضوع وباطل روایت ہے اس پر اعتبار نہیں کیا جاسکتا حدیث کی کسی کتاب میں اس قسم کی روایت کا کوئی نشان موجود نہیں ہے"۔ (مجموعہ فتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۷۴)

اس سے معلوم ہوا کہ اہل بدعت حضرات اہل تشیع کی طرح جھوٹی روایات گھڑ گھڑ کر اپنے شکم میں جہنم کی آگ بھر رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿من کذب علی متعمدا فالیتبوا مقعده من النار﴾

"جس شخص نے جان بوجھ کر میرے اوپر جھوٹ باندھا وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔

آخر میں اہل بدعت سے نہایت مؤدبانہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ مروجہ بدعات کو چھوڑ کر صراط مستقیم پر آجائیں کیونکہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب قرآن

کریم میں اعلان کردیا ہے ارشاد ربانی ہے:

﴿الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم
نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا﴾

(پارہ ۶ المائدہ آیت ۳)

"آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کردیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تام کردیا، اور میں نے اسلام کو تمہارا دین بننے کے لئے پسند کرلیا"۔ (بیان القرآن)

اب آپ حضرات کے لئے اس میں ہرگز ہرگز کوئی گنجائش نہیں ہے کہ آپ حضرات دین اسلام میں نئی نئی بدعات پیدا کر کے اُمت محمدیہ علیہا الصلوٰۃ والسلام کو دین اسلام کے صحیح راستے سے بہکا کر گمراہی کے راستے پر لے جائیں اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اور تمام مسلمانوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ سنت کے مطابق زندگی گذارنے اور تعامل صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے مطابق عمل کرنے اور بدعات سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر
خلقہ سیدنا محمد والہ
واصحبہ اجمعین ٥
برحمتک یا ارحم
والراحمین ٥

یوم الجمعہ
محرم الحرام ۱۴۱۷ھ
مئی ۱۹۹۶ء

حافظ عصر حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب غوریؒ

کلامِ مجذوب

دنیا سے اس طرح ہو رخصت غلام تیرا — ہو دل میں یاد تیری ہو لب پہ نام تیرا
ہر ماسوا سے غافل شوقِ لقا میں تیرے — ہو جان ودل سے حاضر سن کر پیام تیرا
ہے خوبی دو عالم اک حُسنِ خاتمہ پر — کرنا سر اس مہم کا ادنی ہے کام تیرا
رگ رگ میں تیرے دم ہو صدقِ یقیں کے باعث — تیرے نبی کی وقعت اور احترام تیرا
منکر نکیر آکر دے جائیں یہ بشارت — تجھ کو رہے مبارک حسنِ ختام تیرا
رحمت سے بخش دینا میرے گناہ سارے — روزِ جزا نہ دیکھوں میں انتقام تیرا
ہوں ارذل خلائق اشرف کا واسطہ ہو — شافع ہو جو نبی ہے خیر الانام تیرا
اپنے کرم سے کرنا مجھ کو بھی ان میں شامل — جن پر عذاب یا رب ہوگا حرام تیرا
اوروں کے آگے رسوا کرنا نہ مجھ کو مولا — آگے تیرے خجل ہے عاصی غلام تیرا
دینا جگہ مجھے بھی بندوں میں خاص اپنے — جب منعقد ہو یا رب دربار عام تیرا
محشر میں ہو پہنچ کر اس تشنہ لب کو حاصل — تیرے نبی کے ہاتھوں کوثر کا جام تیرا
جنت میں چشم حیرت ہو شاد کام میری — جلوہ رہے میسر اس کو مدام تیرا
ہو جملہ انبیاء پر اصحاب واولیاء پر — دائم صلوۃ تیری پیہم سلام تیرا

دونوں جہاں کا دکھڑا مجذوب رو چکا ہے
اب آگے فضل کرنا یا رب ہے کام تیرا

کشکول مجذوب صفحہ ۸۸، ۸۹

◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆◆